ماخذ تحقیقی مجلہ

ISSN (**P**): 2709-9636 | ISSN (**O**): 2709-9644
Volume 5, Issue 2, (April to June 2024)
https://doi.org/10.47205/makhz.2024(5-II)urdu-43

OPEN ACCESS

CC BY NC

ڈاکٹر سونیا بشیر

اسسٹنٹ پروفیسر یونیورسٹی کالج برائے خواتین، عبدالولی خان یونیورسٹی مردان

خیبر پختونخوا میں مزاحیہ نثری ادب

Dr Sonia Bashir *

Assistant Professor of Urdu, University College for women, AWKUM Mardan.

***Corresponding Author:**

Humorous Prose Literature in Khyber Pakhtunkhwa

The Writers of humor have also contributed to Urdu prose in Khyber Pakhtunkhwa. They created humor in various styles with a deep artistic consciousness. Authors writing in this genre showcased their literary talents even before the partition of India, and continued to highlight social inequalities afterward. This research paper presents an analysis of the work of those prose writers who expressed their creative abilities through the medium of humor in Khyber Pakhtunkhwa.

Key Words: *Urdu prose, Khyber pukhtunkhwa, partition, social problems,humor,style.*

اُردو ادب کا ایک معتدبہ حصہ طنزو مزاح پر مبنی تحریروں پر مشتمل ہے - اگرچہ یہ دو الفاظ عام طور پر ایک ساتھ استعمال ہوتے ہیں لیکن معانی کے اعتبار سے الگ ہیں - خالص طنز میں طعنہ اور تمسخر یا دوسرے لفظوں میں استہزاء اور ٹھٹھول شامل ہوتا ہے اور طنز کرنے والا گویا ایک خاص قسم کی برتری کے احساس کا شکار بھی ہوسکتا ہے - خالص مزاح کے مقابلے میں دیکھا جائے تو طنز میں نشتریت کا پہلو زیادہ نمایاں ہوتا ہے - اور ایسا عموماً اس وقت ہوتا ہے جب طبیعت ماحول سے برہم ہوتی ہے - طنز میں کہیں نہ کہیں غصّے کے اثرات بھی اندر ہی اندر دکھائی دے جاتے ہیں - اس سلسلے میں شرق و غرب کے مصنفین اور نقادوں نے اپنی آراء ظاہر کرتے ہوئے طنز بارے بہت کچھ لکھا ہے- ان

ISSN (**P**): 2709-9636 | ISSN (**O**): 2709-9644
Volume 5, Issue 2, (April to June 2024)
https://doi.org/10.47205/makhz.2024(5-II)urdu-43

ماخذ تحقیقی مجلہ

مصنفین کے اظہارِ خیالات کے حوالوں اور اقتباسات کا یہ محل نہیں تاہم اس ضمن میں جو کچھ مغربی نقادوں نے کہا ہے اس سے پتہ چلتا ہے کہ یہاں برہمی کا وفور ہوتا ہے اورطنز نگار کے یہاں قدرت نفرت بھی نمایاں ہوتی ہے _ رشید احمد صدیقی نے ایک جگہ طنزیات و مضحکات میں ٹھیکرے کا حوالہ دے کر لکھا ہے ۔

"طنز فی الوسع زندگی کے ہر شعبہ پر ناقدانہ نگاہ ڈالتا ہے اور مکرو فریب,رعونت ، ناحق و باطل کے خلاف اس طور پر جہاد کرتا ہے کہ بالآخر ہمارے جذبات مرحمت، محبت یا نفرت و حقارت کو تحریک ہوتی ہے اور ہم ان جذبات کو بر سر پیکار لانے پر آمادہ ہوجاتے ہیں ۔ مظلوم و ناتواں کے لیے شفقت محسوس کرتے ہیں اور ظالم و جابر کو قابل نفرین وملامت تصور کرتے ہیں ۔" (۱)

جب کہ دوسری جانب مزاح طبیعت کی اس موج کا نام ہے جو اپنے اندر شگفتگی کے حوالے رکھتا ہے یعنی ظرافت اور خوش طبعی ۔ مزاح میں ظریفانہ مزاج کی کار فرمائی زیادہ واضح طور پر سامنے ہوتی ہے ۔ جو کہ طنز کے برعکس شگفتگی اور خوشگوار ذہنی رویے کی غمازی کرتی ہے ۔ گویا مزاح نگاری شائستگی کا ایک الگ سلیقہ لیے ہوتی ہے ۔ مزاح بھی معاشرتی ناہمواریاں دیکھ کر پیدا ہوتا ہے ۔ زندگی میں جہاں کہیں بے سلیقگی اور انتشار پیدا ہوتا ہے وہاں مزاح کے عناصر بھی خودبخود جنم لینے لگتے ہیں ۔ ایسے معاملات میں شعور، احساس اور ادراک کی آنکھ درکار ہوتی ہے لیکن مزاح کی بنیاد ہجو و حقارت پر نہیں ہوتی یہاں معاشرے کی جانب ایک ہمدردانہ نگاہ کام کررہی ہوتی ہے جو تحریری صورت میں مسرت و انبساط کی کیفیت پر منتج ہوتی ہے اور فی الواقع اس کا مقصد بھی حظ و مسرت کا حصول ہوتا ہے۔ اسٹیفن لی کاک نے لکھا ہے کہ

" دنیا میں آنسوؤں کی فراوانی ہے لیکن یہ کتنی خوفناک جگہ ہوتی اگر یہاں آنسوؤں کے علاوہ اور کچھ نہ ہوتا ۔"(۲)

لی کاک نے ایک اور جگہ پر مزاح کی تعریف کرتے ہوئے لکھا ہے ۔

" مزاح کیا ہے ۔ ؟ یہ زندگی کی ناہمواریوں کے اس ہمدردانہ شعور کا نام ہے جس کا فنکارانہ اظہار ہوجائے ۔(۳)

ISSN (P): 2709-9636 | ISSN (O): 2709-9644
Volume 5, Issue 2, (April to June 2024)
https://doi.org/10.47205/makhz.2024(5-II)urdu-43

ان آراء کی روشنی میں دیکھا جائے تو دونوں صورتیں ایک خاص شعور کا تقاضا کرتی ہیں ۔ طنز کرنے والے کی ذہنی کیفیتوں کو ایک دردمند فرد کے ذہنی ردعمل کا نتیجہ قرار دیا جاتا ہے – لیکن یہ بھی ممکن ہے کہ ماحول کی ناہمواریوں اور بے اعتدالیوں پر کڑھنے کے علاوہ بھی طنز کرنے والا اپنی کسی داخلی اور ذہنی دباؤ یا دوسرے لفظوں میں کہنا چاہیے کہ عادتاً یا پھر کسی عارضے کے سبب بھی اس عمل سے گزر سکتا ہے ڈاکٹر وزیر آغا لکھتے ہیں ۔

> " طنز کے لئے ضروری ہے کہ یہ مزاح سے بیگانہ نہ ہو بلکہ کونین کو شکر میں لپیٹ کر پیش کرے ۔ دوسرے پردہ دری اور عیب جوئی کرتے وقت لطیف فن کارانہ پیرایہ اختیار کرے"۔ (۴)

طنز ومزاح کی ان تعاریف کو سامنے رکھتے ہوئے دیکھا جائے تو اُردو ادب میں طنز ومزاح کی مختلف قسمیں وقتاً فوقتاً طبع آزمائی سے گزر چکی ہیں اور اسے بطور تکنیک یا حربہ استعمال کیا گیا ہے ۔ جیسے کہیں تمسخر، ہزل، تضحیک اور استہزاء ہے اور کہیں نوک جھونک ، پھبتی ،ہجو ، سب وشتم اور مضحکات تو کہیں طنزوتعریض ، تنقیص، جگت بازی ،فقرہ بازی ،چٹکلہ بازی ، ہجو ملیح اور پیروڈی وغیرہ ۔

اُردو نثر میں مجموعی اعتبار سے دیکھا جائے تو طنز ومزاح کی روایت باضابطہ طور پر اودھ پنچ سے شروع ہوتی ہے ۔ اودھ پنچ میں طنز ومزاح کے بیشتر نمونے ناپختہ اور پھکڑ پن کی حد تک پہنچے نظر آتے ہیں لیکن طنز ومزاح کی یہ ناپختگی بیسویں صدی کے اواخر تک پہنچتے پہنچتے اتنی معتبر اور بامعنی ہوگئی کہ گویا اپنے معراج کو چھونے لگی ۔ اس سے ادب میں طنز ومزاح کی رسائی اور گیرائی معلوم ہوسکتی ہے ۔ تاہم اودھ پنچ سے بھی پہلے ہمارے ادب میں طنز ومزاح کے اولین نقوش موجود تھے ۔ سردست ہمارا موضوع خیبرپختونخوا کے نثری سرمائے میں طنز ومزاح کی روایت پر بحث ہے۔

طنز ومزاح کے وسیع اور متنوع ادبی سرمائے کو دیکھتے ہوئے خیبرپختونخوا میں اُردو کے نثری اَدب کا مطالعہ کیا جائے تو یہاں کے سماجی اور سیاسی انقلابات نے متعدد ادیبوں کو اس بات پر اُکسایا کہ وہ ان حالات کا تجزیہ ایک گہرے فن کارانہ شعور کے ساتھ کرے ۔ ان تخلیق کاروں نے اصناف نثر و نظم میں اپنے سماج اور شخصیت کی عکاسی مختلف پیرایوں اور تکنیکی جدتوں کے ساتھ کی ہے ۔ جس کا بحیثیت مجموعی مکمل طور پر تجزیاتی لحاظ سے احاطہ کرنا اس لیے بھی مشکل ہے کیوں کہ اس سلسلے میں

ISSN (P): 2709-9636 | ISSN (O): 2709-9644
Volume 5, Issue 2, (April to June 2024)
https://doi.org/10.47205/makhz.2024(5-II)urdu-43
ماخذ تحقیقی مجلہ

بہت سارا مواد اخبارات و رسائل میں بکھرا پڑا ہے جس تک عام قاری کی رسائی اس لیے بھی مشکل ہوجاتی ہے کہ ان رسائل کا پورا ریکارڈ کسی کے پاس محفوظ نہیں ہے اس لیے اکثر وبیشتر مقامی اخبارات گمنامی کی نذر ہوگئے - طنزو مزاح کوئی صنف نہیں لیکن یہ مختلف اصناف میں فن کارانہ پیرائے کے ساتھ جلوہ گر ہوتی ہے خیبرپختونخوا کے نثری ادب میں طنز ومزاح نگاری کا جائزہ لیتے ہوئے پہلا نام میر ولی اللہ کا آتا ہے جو ایبٹ آباد سے تعلق رکھتے ہیں - ان کا زیادہ تر کام تقسیم ہند سے پہلے ہوا ہے - میر صاحب نے اگر چہ زیادہ تر سنجیدہ مقالات لکھے ہیں تاہم مزاح نگاری میں انہوں نے دو کتابیں " نمکدان فصاحت" اور " ماہ پروین "کے ساتھ پیش رفت کی - " نمکدان فصاحت " اُردو ' فارسی اور عربی زبان کے علمی ،ادبی، تاریخی صرفی نحوی اور شاعرانہ صنائع ولطائف کا ایک دلچسپ مجموعہ ہے جسے ۱۹۲۵ میں مرتب کیا گیا - میر صاحب لکھتے ہیں -

"میری یہ عادت ہے کہ مطالعہ کے وقت ہمیشہ پنسل پاس رہتی ہے جہاں کہیں کوئی دلچسپ بات دیکھی حاشیہ پر نشان کر دیا - یہ انہی نشان شدہ مقامات کی جمع آوری ہے "(۵)

نمکدان فصاحت کے بارے میں اس صراحت سے یہ بات واضح ہوجاتی ہے کہ یہ طبع زاد تحریریں کم اور ترجمہ و تالیف زیادہ ہے تاہم یہ بات اہم ہے کہ میر صاحب نے اس کتاب سے خیبرپختونخوا میں مزاحیہ تحریروں کے لیے راہ ہموار کی - میر ولی اللہ ایک عالم و فاضل شخصیت کے مالک تھے - عربی اور فارسی کے عالم متبحر تھے - انگریزی اور اردو کا سلجھا ہوا مذاق رکھتے تھے - شخصیت اور فن کی انہیں خصوصیات کے ساتھ جب آپ نے مزاح نگاری کی طرف توجہ دی تو اس مزاح نگاری میں حقیقت کی ایک خاص جھلک نمایاں ہونے لگی - اس لیے غور سے دیکھا جائے تو آپ کی تحریروں میں سنجیدگی کے ساتھ ظرافت کی چاشنی بھی پائی جاتی ہے یہی ظریفانہ رنگ آپ کی دوسری علمی کتابوں سے ہٹ کر آپ کی شخصیت کو ایک نئی جہت عطا کرتی ہے - ان ظریفانہ تحاریر کا مطالعہ کرنے کے بعد طبیعت پر ایک فرحناکی کا احساس طاری ہو جاتا ہے - کہیں قہقہہ ہے کہیں ہنسی تو کہیں صرف مسکراہٹ- ان مضامین کو پڑھتے ہوئے یہ کیفیتیں بدلتی جاتی ہیں -کے ادوسری کتاب " ماہ پروین" ان کے طبع زاد مزاحیہ مضامین کا مجموعہ ہے - ان چھ مضامین کے نام یہ ہیں - دال کی فریاد - کتابوں کی چوری - آڑو -

ISSN (P): 2709-9636 | ISSN (O): 2709-9644
Volume 5, Issue 2, (April to June 2024)
https://doi.org/10.47205/makhz.2024(5-II)urdu-43

عید مبارک - گرما وسرما - مولانا صاحب کا گھوڑا - میر ولی کی مزاح نگاری کی ایک جھلک ان کے مضمون " عید مبارک" کی روشنی میں دیکھتے ہیں -

" نیرنگ خیال والے ہمیشہ چھوٹی عید کے موقع پر عید نمبر نکالتے ہیں - معلوم نہیں دن کو روزے رکھ کر اور رات کو تراویحیں پڑھ کر یہ لوگ کون سا معجون کھاتے ہیں کہ دن رات ایک کرکے نیرنگ خیال کے عید نمبر جیسا ضخیم اور دلچسپ عید نمبر مرتب کرکے تیار کرلیتے ہیں - غالباً جہاں تک روزے اور تراویح کا تعلق ہے ان بزرگوں کی چھوٹی عید کسی طرح بھی بڑی عید سے چھوٹی نہیں ہوتی ایں سعادت بزور بازو نیست [۶]

محمد شفیع صابر بیسویں صدی کے آغاز میں نئے لکھنے والوں کو نثری بنیاد گزاری سے جوڑتے ہوئے اس دور کے بارے میں لکھتے ہیں -

" پرتکلف 'مسجع اور مقفی تحریر کی جگہ سادگی اور حقیقت پسندی نے لے لی - نئے نئے لکھنے والے آگے بڑھے - انہی میں سے میر ولی اللہ بھی تھے - میر صاحب کے کلام میں طنز ومزاح کا عنصر بھی موجود ہے -" [۷]

شفیع صابر نے میر ولی کی تحریروں میں طنز ومزاح کی طرف اشارہ کیا ہے تاہم اس حوالے سے کوئی زیادہ تفصیل فراہم نہیں کی - ان کی مزاح نگاری پر بات کرتے ہوئے ماہ پروین کے دیباچہ نگار یوسف حسن نے اپنے عہد کے لکھنے والوں کے ساتھ ان کا موازنہ کرتے ہوئے مزاح نگاری کی مختلف قسمیں بیان کی ہیں اور خوبیوں کے اعتبار سے ان کو تیسرے حصے میں لاتے ہوئے لکھتے ہیں -

" تیسری چیز نویسندوں کا تبحر علم ہے - جو علوم و فنون کے بحر پایاں میں مضمون کو کھینچ کر لے جاتا اور ایسے ایسے نکتے پیدا کرتا ہے کہ پڑھنے والا ان سے متاثر ہو کر کبھی زیر لب مسکراتا ہے اور کبھی بے اختیار ہنس پڑتا ہے تیسری نوع میں میر ولی کا قد بیت نمایاں ہے -" [۸]

اسی دور کے ایک اور مزاح نگار ملا رموزی ہیں جن کے بزرگ تقسیم ہند سے قبل قندہار سے مردان آئے تھے اور پھر مانسہرہ منتقل ہوئے - ملا رموزی نے طنزو مزاح میں منفرد پہچان بنانے کے لیے

ISSN (P): 2709-9636 | ISSN (O): 2709-9644
Volume 5, Issue 2, (April to June 2024)
https://doi.org/10.47205/makhz.2024(5-II)urdu-43
ماخذ تحقیقی مجلہ

اپنی نثر کو گلابی اُردو کا نام دیا انہوں نے اپنی تحریروں میں مزاح پیدا کرنے کے لیے لفظوں کی فطری نشست و برخاست سے چھیڑ چھاڑ کی ہے اس بارے میں ڈاکٹر انور سدید لکھتے ہیں ۔

" اس عمل میں معاشرہ کی ایک مضحک صورت بھی سامنے آجاتی ہے اور یوں طربیہ کیفیت پیدا ہوجاتی ہے ان کا مزاح گرائمر کے قواعد وضوابط کے خلاف ایک طرح کی تخریب کاری ہے ۔" (۹)

گلابی اُردو کے عنوان سے شائع ہونے والے مضامین کے مجموعے کا رنگ ڈھنگ پرانی فارسی اور عربی ترجموں کی طرح ہے ۔ ان کے طنز میں وعظ ونصیحت بھی شامل ہوتا ہے املارموزی کی کتابیں " شفاخانہ " اور " ژندگی" کے نام سے شائع ہوچکی ہیں ۔ "زندگی " میں جو مضامین شامل ہیں ان میں بیوی ' مشاعرہ,ریل کا سفر 'اہم مضامین ہیں ۔ ان کے ایک مضمون سسرال سے اقتباس ۔

" اگر آپ عقل اور مزاج کے حساب سے ذرا تاریک خیال سے ، ذرا مفلس سے اورذرا جاہل سے ہوں گے تو پھر آپ کی حیثیت سسرال میں وہی ہوگی جو یورپ کے ہوٹلوں میں افریقہ کے حبشی انسانوں کی ہوا کرتی ہے یا شریف ہندوستانیوں کی محفل میں رنڈیوں کی یا ہندوستانی افسروں کی نظر میں اپنے ماتحتوں کی یا کوتوالی کی نظر میں مشتبہ لوگوں کی یا مار کھائے ہوئے طالب کی نظر میں اپنے ماسٹر کی یا ہندوستانی کلکٹروں کی نظر میں ہندوستانی مسافر عورتوں کی یا ریلوے پولیس مین کی نظر میں بے ٹکٹ سادھوؤں کی یا موٹے مہاجن کی نظر میں ایم اے پاس قرضدار کی ۔" "(۱۰)

ملا رموزی نے اپنے نثر پاروں میں جدید مغربی ثقافت اور جدید تعلیم کی مخالفت کی ہے اور اپنے مذہب سے گہری وابستگی کی بات کی ہے ۔اس ردعمل کی بنیادی وجہ مشرقی اطوار سے ان کی محبت ہے ۔جو کبھی کبھی انتہا پسندی کو چھولیتی ہے ۔ ملا رموزی کے مضامین میں تمہید کو خاص مقام حاصل ہے جو ان کے ہاں ایک خوبی کی حیثیت رکھتی ہے ۔ مضمون شروع کرنے کا یہ انداز طبیعت کو گرویدہ بنالیتا ہے اور یہی رنگ خیالات کے تسلسل کے ساتھ جا بجا تشبیہاتی سلسلے قائم کرتا ہوا لہر در لہر اپنی خوشی سے جس طرف چاہتا ہے بہا جاتا ہے ۔ وہ اصلاح ملک و ملت کے لیے دیگر واعظین سے ہٹ کر ایک نئے

ISSN (**P**): 2709-9636 | ISSN (**O**): 2709-9644
Volume 5, Issue 2, (April to June 2024)
https://doi.org/10.47205/makhz.2024(5-II)urdu-43

ماخذ تحقیقی مجلہ

پلیٹ فارم سے بات کرنا چاہتے ہیں ۔ ملا رموزی نے مختلف موضوعات پر قلم اٹھایا لیکن جو بھی موضوع یا کردار اس کے سامنے آیا اس میں ان کا طنزیہ انداز غالب رہا خواہ کوئی گارڈ ہو یا لارڈ ، حاکم ہو یا محکوم ، وکیل ہو یا موکل ، میکا ہو یا سسرال ، اونٹ ہو یا ریل ۔ کوئی ہو جس میں انہوں نے خرابی محسوس کی اور ان پر نہ لکھا ہو ۔ لیکن وہ طنز کی تلخی میں ٹھٹھول کی شیرینی اس طرح ملاتے اور اس پر طرہ یہ کہ اس کو اپنی اختیار کردہ گلابی اُردو میں اس طرح لپیٹتے کہ باید وشاید ۔

خیبرپختونخوا نے اُردو مزاح کو جو بڑا نام دیا وہ پطرس بخاری ہے جن کے مضامین ابتدا میں گورنمنٹ کالج لاہور کے میگزین راوی میں شائع ہوئے ۔ انہوں نے مزاح کم لکھا لیکن جتنا لکھا بلند پایہ لکھا ۔ پطرس کے مضامین میں کرداروں کی بوالعجبیاں بھی ہیں اور واقعات سے پیدا کردہ مزاح بھی ۔ وہ زندگی کی ناہمواریوں پر ہنستے ہیں لیکن اس کی تحقیر نہیں کرتے ۔ کتاب کی ابتدا ہی مزاح سے ہوتی ہے ۔ پطرس لکھتے ہیں ۔

" اگر یہ کتاب آپ کو کسی نے مفت بھیجی ہے تو مجھ پر احسان کیا ہے اگر آپ نے کہیں سے چرائی ہے تو میں آپ کے ذوق کی داد دیتا ہوں ۔ آپ نے پیسوں سے خریدی ہے تو مجھے آپ سے ہمدردی ہے اب بہتر یہی ہے کہ اس کتاب کو اچھا سمجھ کر اپنی حماقت کو حق بجانب ثابت کریں ۔" (۱۱)

پطرس بخاری نے بڑے ہی رواں اور سہل انداز میں اپنی بات دوسروں تک پہنچائی ۔ ان کی تحریروں کی روانی ان کے دس بارہ مزاحیہ مضامین میں لہر در لہر شگفتگی چھوڑتی ہے ۔ انہوں نے اپنے مضامین کے ذریعے مزاح نگاری میں ایک نئے اسلوب کی بنیاد رکھی ۔ ان کا طرز بیان آسان اور سلیس ہے ۔ پطرس کو پڑھتے ہوئے ایسا لگتا ہے جیسے ہم اپنے کسی بے تکلف دوست کی معیت میں ہو جو اپنی حماقتوں کی داستانیں سنا سنا کر نہ صرف خود اپنے اوپر ہنس رہا ہو بلکہ ہمیں بھی ہنسنے کا موقع فراہم کررہا ہو۔ انہوں نے واقعات کو ایسی ڈرامائی صورتحال کے ساتھ پیش کیا ہے کہ ایک فلم کی طرح سب کچھ ہمارے دماغ کے پردے پر متحرک ہوتا ہے ۔ پروفیسر رشید احمد صدیقی ان کے بارے میں لکھتے ہیں ۔

ISSN (**P**): 2709-9636 | ISSN (**O**): 2709-9644
Volume 5, Issue 2, (April to June 2024)
https://doi.org/10.47205/makhz.2024(5-II)urdu-43
ماخذ تحقیقی مجلہ

" بخاری صاحب کی ظرافت بندھے ٹکے تفریحی موضوعات ،روایتی کرداروں اور لفظی ہیر پھیر سے بے نیاز ہوتی ہے - ہر جگہ ہر بات میں انہوں نے خوش طبعی اور زندہ دلی کا پہلو نکالا ہے جیسے صحرا کو مسکرا کے گلستاں بنادیا -"(۱۲)

مزاح نگاری میں اپنا منفرد انداز اور پہچان رکھنے والا ایک اور نام کوہاٹ سے تعلق رکھتے والے جسٹس محمد رستم کیانی کا ہے - جسٹس کیانی اپنی شگفتہ بیانی کی وجہ سے بے حد مقبول مقرر تھے - اپنے دور میں وہ مختلف اداروں کی دعوت پر جہاں بھی جاتے نہایت ہلکے پھلکے انداز میں بے حد گہری باتیں کرتے اور لوگوں کی توجہ ان روایات کی طرف مبذول کراتے جن سے ہمارے ماضی کی تابناکی قائم ہے -- ابتدا میں وہ اکثر انگریزی میں خطاب کرتے تھے - بعد میں حمید نظامی کے کہنے پر اُردو میں بھی خطابت کا لوہا منوایا - ان کی تقریروں اور تحریروں پر مشتمل دو کتابیں "افکارِ پریشاں"اور "اوراق پریشاں"کے نام سے شائع ہوئیں - کیانی کی تحریروں میں جابجا طنز کے نشتر موجود ہیں وہ جدید دور کے ناچ گھروں اور معاشرتی تبدیلیوں کے بارے میں لکھتے ہیں -

" اگر گانے اور ناچنے کو محفل رقص وسرود کہا جائے اور اس کا افتتاح کسی معتبر آدمی سے کرایا جائے اور وہ بازار کے بالاخانے کی بجائے کسی بنگلے میں ہو تو اسے آرٹ کہتے ہیں اور اس کا شمار فنون لطیفہ میں کیا جاتاہے -"(۱۳)

خیبرپختونخوا کے میدان مزاح میں ایک اہم نام ایوب صابر کا ہے - ان کی کتاب "اس حمام میں " نثر و نظم دونوں طرح کے ادب پر مشتمل ہے - جس میں انہوں نے زندگی کے گوناگوں تجربات سے مزاح کشید کیا ہے - اپنے مضمون من کہ ایک شاعر ہوں میں شاعروں کے بارے میں دلچسپ پیرائے کے ساتھ لکھتے ہیں -

" شاعر نہ ہوتا تو بڑے کام کا آدمی ہوتا اور آج کتابوں سے گرد جھاڑ نے کی بجائے کسی بڑے سرکاری عہدے پر فائز ہوتا --جب میں فوج میں کمیشن حاصل کرنے کے لیے انٹرویو بورڈ کے سامنے پیش ہوا تو پریذیڈنٹ نے طنز آمیز مسکراہٹ پھیلاتے ہوئے پوچھا -

کیا آپ شعر بھی کہتے ہیں ؟

ISSN (P): 2709-9636 | ISSN (O): 2709-9644
Volume 5, Issue 2, (April to June 2024)
https://doi.org/10.47205/makhz.2024(5-II)urdu-43
ماخذ تحقیقی مجلہ

میں نے کھسیانی بلی کا سا انداز اختیار کرتے اور اپنی ٹھوڑی کھجاتے ہوئے (دراصل میں ٹھوڑی اس لیے کھجاتا رہا کہ وہاں کوئی کھمبا موجود نہیں تھا) جواب دیا، ہاں یہ حماقت تو مجھ سے بڑی باقاعدگی سے سرزد ہوتی ہے "

آپ کس شاعر سے زیادہ متاثر ہیں"

فیض احمد فیض سے۔

بورڈ کے ممبر آپس میں کچھ کھسر پھسر کرنے لگے جیسے وہ کہہ رہے ہوں کہ۔۔یہ سالا تو کمیونسٹ معلوم ہوتا ہے" (۱۴)

پختونخوا کے جدید نثری ادب میں کئی ایک ایسے مزاح نگار ہیں جو صحافت کی دنیا سے باقاعدگی سے جڑے ہوئے ہیں ان میں سعد اللہ جان برق کا نام نمایاں ہے۔ سعد اللہ جان برق پختون تاریخ ثقافت اور جغرافیہ کے گہرے شناسا ہیں۔ اس کہنہ مشق تخلیق کار صحافی اور شاعر نے بے ریڈیو اسٹیج اور ٹیلیویژن کے لیے شمار مزاحیہ ڈرامے اور فیچرز لکھے جن کو عوامی سطح پر بے پناہ پذیرائی ملی۔ ان کے مزاحیہ مضامین کا مجموعہ روہانسے میں نام سے شائع ہو چکا ہے۔ نئے لکھنے والوں میں فرید شاہ ،طاہر بوستان اور اعجاز یوسفزئی فن ظرافت کے میدان میں مشق سخن جاری رکھے ہوئے ہیں۔

حوالہ جات

۱۔ رشید احمد صدیقی۔ پروفیسر۔ طنزیات و مضحکات۔ مکتبہ جامعہ۔ جامعہ نگر۔ نئی دہلی۔ ۲۰۱۱۔ ص ۔۳۱

۲_ Stephen Leacock _Houmour & Humanity The Home University Library Of Modern Knowledge London Thornton Bater Worth Ltd 1937 P 33

۳- Abid page-1

۴- وزیر آغا ،ڈاکٹر۔ اُردو ادب میں طنز و مزاح۔ اکادمی پنجاب ٹرسٹ لاہور۔ مارچ ۱۹۵۸۔ ص۴۹-۵۰

۵- میر ولی اللہ۔ نمکدان فصاحت۔کاشی رام پریس لاہور۔ ۱۹۲۵ ص ۲

۶- میر ولی اللہ۔ ماہ پروین۔ نیرنگ خیال پبلشنگ کمپنی لاہور س۔ن۔ ص ۲۲

۷- محمد شفیع صابر۔ شخصیات سرحد، یونیورسٹی بک ایجنسی پشاور، س ن ص ۹۴۱

۸- یوسف حسن۔ دیباچہ۔ ماہ پروین۔ نیرنگ خیال پبلشنگ کمپنی لاہور س۔ن ص۔ ۴

ISSN (**P**): 2709-9636 | ISSN (**O**): 2709-9644
Volume 5, Issue 2, (April to June 2024)
https://doi.org/10.47205/makhz.2024(5-II)urdu-43

۹۔ انور سدید ،ڈاکٹر ۔ اُردو اَدب کی مختصر تاریخ ،اے ایچ پبلشرز لاہور ،اپریل ۱۹۹۶, ص ۳۸۹
۱۰ ۔ ملا رموزی ۔ شادی ۔ گیلانی الیکٹرک پریس لاہور ۱۹۳۰۔ ص ۲۳۰
۱۱۔ پطرس بخاری ۔ پطرس کے مضامین ۔ ایجوکیشنل پبلشنگ ہاوس دہلی ۔ ۲۰۰۶ ۔ ص ۲
۱۲۔ رشید احمد صدیقی ۔ نقوش _ پطرس نمبر ۔ ادارہ فروغ اُردو لاہور ۔ ستمبر ۱۹۵۹ ۔ ص ۔ ۴۷
۱۳۔ محمد رستم کیانی, جسٹس ۔ افکارِ پریشاں, پاکستان رائٹرز کوآپریٹو سوسائٹی لاہور ۔۱۹۷۱ ۔ ص ۶۵
۱۴۔ ایوب صابر ۔ اس حمام میں ۔ پشتو ادبی مرکز سرائے نورنگ بنوں ،۱۹۸۹ ص ۳۱